U34533

Title – Deewan Hashat Mohani (Part-2)
Creator – Sayyed fazalul Hasan Hasrat Mohani
Subject – Urdu Shayari – Kulliyaat-O-Dawaween
Publisher – Al-Nazir Press (Lucknow)
Publ. Date – 1918
Pages – 12

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوان حسرت موہانی

حصہ دہم

جسمیں حسرت موہانی کی وہ کل غزلیں درج ہیں جو
مقام یروڈا سنٹرل جیل تکمیل حصہ نہم کے
بعد آخر مارچ ۱۹۲۴ء تک
لکھی گئیں

مرتبہ

بیگم حسرت موہانی

جسکو اسحاق علی علوی نے اپنے

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھپایا

اور بیگم حسرت موہانی نے کانپور سے شائع کیا

۱۹۲۴ء

تعداد طبع اول ۱۲۵۰ جلد

قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ہدیۂ شوق"

(بسلسلۂ حصۂ نہم)

از فقیر حسرت موہانی

(۱) بہ اربابِ علم و فن یعنی

مولانا مولوی کفایت اللہ دہلوی	مولوی منظر الدین شبیر کوٹی	مولوی محمد عنایت اللہ لکھنوی فرنگی محلی
مولانا مولوی احمد سعید دہلوی	شیخ عبد القادر بیرسٹر لاہوری	مولوی صبغت اللہ شہید لکھنوی فرنگی محلی
مولانا مولوی عبد الحلیم صدیقی ملیح آبادی	میر غلام بھیک نیرنگ انبالوی	مولوی محمد شفیع لکھنوی فرنگی محلی

(۲) بہ محبانِ سیاسی خصوصی یعنی

مسٹر سی آر داس متوطن کلکتہ	مولوی بشیر الدین اڈیٹر البشیر اٹاوہ	چودھری عبد الغنی اڈیٹر روزنامہ صداقت بمبئی
خواجہ عبد المجید علی گڑھی	مولوی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور	سید ذاکر علی اکبر آبادی خادم خلافت بمبئی
تصدق احمد خاں شروانی علیگڑھی	ملا واحدی دہلوی اڈیٹر درویش دہلی	مولوی عزیز الرحمن دہلوی

(۳) بہ عزیزانِ وطن یعنی

مولوی سید نعیم الحسن موہانی	مولوی سید سعید الدین موہانی	مولوی سید علیم الحسن موہانی	مولوی سید نظام الحسن موہانی	مولوی سید عبد المنان موہانی
مولوی سید یٰسین الحسن موہانی	مولوی سید حمید الحسن موہانی	مولوی سید سلیم الحسن موہانی	مولوی سید ارشاد الحسن موہانی	مولوی سید عبد الودود موہانی
مولوی سید حفیظ الحسن موہانی	مولوی سید عبد الحی موہانی	مولوی سید صفات الحسن موہانی	مولوی سید علیم الدین موہانی	مولوی سید عبد الشکور موہانی
مولوی سید عزیز الحسن موہانی	مولوی سید محمد احمد موہانی	مولوی سید عنایت احمد موہانی	مولوی سید صفات احمد موہانی	مولوی سید محمد صالح موہانی
مولوی سید جمیل الحسن موہانی	مولوی سید محمد شعیب موہانی	مولوی سید بشارت احمد موہانی	مولوی سید عرفان احمد موہانی	مولوی سید رفیع الحسن موہانی
مولوی سید احمد مہدی موہانی	مولوی سید حمید احمد موہانی	مولوی سید حسین الحسن موہانی	مولوی سید لمعان احمد موہانی	مولوی سید ظہور الحسن موہانی
مولوی سید عزیز الدین موہانی	مولوی سید عظیم الحسن موہانی	مولوی سید نجم الحسن موہانی	مولوی سید اختر حسن موہانی	مولوی سید علی حسین موہانی
مولوی سید ظفر مہدی موہانی	مولوی سید معین الدین موہانی	مولوی سید عنایت الحسن موہانی	مولوی سید یوسف حسن موہانی	مولوی سید عبد الحلیم موہانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف "الف"

دعا میں ذکر کیوں ہو مدعا کا
کہ یہ شیوہ نہیں اہلِ رضا کا

طلب سے میری بہت کچھ سوا کر دیا
کرم تیرا ہے اک دریا عطا کا

کہاں تک ناز اٹھائے آخر اے حسن
ہوس میں تیرے مزاجِ خود ستا کا

نہیں معلوم کیا اے شاہِ خوباں
تجھے کچھ حال اپنے مبتلا کا

بجائے اسمِ اعظم آپ کا نام
وظیفہ ہے مرا صبح و مسا کا

غضب کا سامنا ہے عاشقوں کو
دیارِ حق میں افواجِ بلا کا

نثار اُن پر ہوئے اچھے رہے ہم
تقاضا تھا یہی خوئے وفا کا

گنہگارو چلو عفوِ الٰہی
بہت مشتاق ہے عرضِ خطا کا

تری محفل میں اہلِ دل کو جلوہ
نظر آجائیگا شانِ خدا کا

اُٹھایا ہے مزا دل نے بہت کچھ
محبت کے غمِ راحت فزا کا

۱۱ر جنوری ۱۹۱۳ء

جفا کو بھی وفا سمجھو کہ حسرتؔ
تخلص ہو اُسے کیا چون و چرا کا

شوکتؔ بیگم — ۱۵ر جنوری ۱۹۱۳ء

کچھ خوف خدا کا ہے نہ ڈر خلقِ خدا کا
کیا آئے گا خیال اُنکو شہیدانِ وفا کا

خوشبو ترے ملبوس کی لائی ہے کہاں سے
مجھ تک نہ ہوا تھا جو گذر بادِ صبا کا

طولِ شبِ ہجراں میں پریشانیٔ دل ہے
طرہ ہے خیال اور بھی اُس زلفِ دوتا کا

خطرہ بھی ترے خو سے ہے امیدِ کرم کو
عالم ہے شبِ وصل عجب بیم و رجا کا

آکر ترے دربار میں سب ہو گئے یکساں
جھگڑا نہ رہا مرتبۂ شاہ و گدا کا

نکلا نہ کرو خود سے لحد پر کہ لپکا
بڑھ جائے گا عصیانِ محبت کو سزا کا

ہیں اُنکے رضا کار تری لوٹ طلب سے
کوئی بھی جو ہو اُن میں گنہگار دعا کا

۲۶-۲۷-۲۸ جنوری ۱۹۱۳ء

آساں ہے مشکل بھی ترے شوق کی منزل | اس راہ میں کچھ کام نہیں راہنما کا

سر ہے انھیں مطلوب تو دو شوق سے حسرت
اس امر میں کچھ دخل نہیں چون و چرا کا

"معارف" اعظم گڈھ — ۱۱ر جولائی سنہ ۲۳ء

جرم کو دید کا سبب نہ کیا | تم نے یوں بھی ہمیں طلب نہ کیا
پائبوسی کی دھن میں وصل کے دن | شوق نے انتظارِ شب نہ کیا
شکرِ غم نے کبھی ہمیں صد شکر | گردِ بادۂ عنب نہ کیا
ہم نے کیا جانے اسکو سجدۂ شوق | کب کیا بیخودی میں کب نہ کیا
رحم آیا انھیں بھی آخر کار | شکوے ہم نے بھی کچھ عجب نہ کیا
تو نے خم سے ہمیں کبھی ساقی | سینہ با سینہ لب بہ لب نہ کیا

شکوہ سنجِ الم ہوئے حسرت
ستمِ یار کا ادب نہ کیا

"ترچھی نظر" لکھنؤ — ۱۱ر جولائی سنہ ۲۳ء

قدموسیِ انکے رکھ کے سر رفعِ ملال کر دیا | ہمتِ عذر خواہ نے آج کمال کر دیا
وہ اہم انکی بزم سے جیتے رہے تو کیا رہے | آہ وہ زندگی جسے غم نے وبال کر دیا
ہیچ اہلِ شوق کا عذر بھی تم نے کچھ سنا | یا یوں ہی ازرہِ جفا حکمِ قتال کر دیا
چاہیو اگر تو دیکھ لو حق کو انھیں میں دو سبق | جس نے کہ عشق و حسن کو اپنی مثال کر دیا
دل سے کبھی جو سرزد ہوئی آہ وہ بیرا فکر ہوئی | شوق نے جب خبر ہوئی قال کو حال کر دیا
کچھ نہ کھیلتے ہوئے آپ سے ہار ہم گئے | اور انھیں کیا خیال ہے ہم نے خلال کر دیا

آنے لگے نہ پاکے خوار حسرت انھیں بھی ہم سے عار
جبکہ کہ ہم نے سب نثار مال و منال کر دیا

"حسن و عشق" ڈہری ضلع شاہ آباد — ۲۲ر مئی سنہ ۲۳ء

شکوہ اُس گلستاں سے کچھ نہ ہوا | ہمتِ عاشقاں سے کچھ نہ ہوا
بارشِ لطف و رحمِ حق کے بغیر | کوششِ مرزباں سے کچھ نہ ہوا

مار ڈالا شکستہ حالوں کو
یہ تو اُس جانِ جاں سے کچھ نہ ہوا

عاشقی میں پئے حصولِ مراد
دانشِ کارداں سے کچھ نہ ہوا

نہ کرم غیر پر نہ ہم پہ ستم
اُس تغافل نشاں سے کچھ نہ ہوا

لو وہ دامن چھڑا کے چل بھی دیئے
عاشقِ ناتواں سے کچھ نہ ہوا

عشق نے کی گدازِ دل کی سبیل
جب غمِ دو جہاں سے کچھ نہ ہوا

تم جو اپنے شریکِ حال رہے
گردشِ آسماں سے کچھ نہ ہوا

اُن کو جی بھر کے دیکھ بھی نہ سکا
حسرتِ بدگماں سے کچھ نہ ہوا

"سلطان الاخبار" بمبئی — ۲۵ جون سنہ ۲۴ء

ردیف "ب"

پنہاں شدنت دو گونہ شد خوب
اے روئے تو بے نقاب محجوب

پیشت چہ شود گرم شمارند
در زمرۂ بندگانِ محبوب

ما گام زنِ صراطِ مستقیم
دور از رہِ ضالین و مغضوب

با بیخبرانِ ہوشیاریم
منجملۂ سالکانِ مجذوب

منت کشِ دیگراں بخواہش
آں را کہ بتو شدہ است منسوب

بوسیدہ کفِ تو گشت لرزاں
از من بہوائے شوقِ مکتوب

حسرت بہ غزل چو شمس تبریز
باشد سخنِ تو نغز و مرغوب

"معارف" اعظم گڈھ — ۲، فروری سنہ ۲۴ء

ردیف "ت"

کیا کیا ہوئی اُن کے غمِ رسوا سے ندامت
رکھنے جو لگے سر پہ مرے تاجِ کرامت

جلوہ نظر سوز ترا سب کو خبر ہے
دیکھوں تری جانب کو مری آئے جو شامت

ہر شے کی ہے دنیائے تمنا میں گرانی
ہاں ایک جو ارزاں ہے تو کالائے ملامت

دلِ عاشق ہے سوزِ پنہاں کا — جانِ عاشق ہو دردِ دل کی اسیر

«صوفی» پنجاب	رہ گئی گر اب وہ بن کے حسرت بن چکی ہم سے وصل کی تدبیر	۲۰ جون ۱۹۲۳ء

ردیف «ز»

ہم کہیں تا کجا حدیثِ نیاز — جب سنے بھی کہیں وہ دلبرِ ناز

عشق طاعت گذار ہو کہ نہ ہو — حسن ہر حال میں ہے بندہ نواز

رہ گئے ذاتِ حق میں ہو کے فنا — اب نہ ہم ہیں نہ دل نہ سوز نہ ساز

دولتِ آرزو سے مالا مال — دلِ عاشق ہے اک دفینۂ راز

خونِ دل سے وضو کریں تو کہیں — بن پڑے عاشقوں کی جا کے نماز

ہند و ایراں ہیں خاصِ ملکِ عشق — ماورائے عراق و شام و حجاز

(۲۳ فروری ۱۹۲۳ء)

«حسن و عشق» دہلی	دیکھئے دل پہ کیا بنے حسرت عشوہ گر حسن عشق ہے جانباز	۱۱ جولائی ۱۹۲۳ء

ردیف «ک»

لے سکے گل سے دلِ بلبل کہاں تلک — اے ساقیٔ بہار تغافل کہاں تلک

ہم سے گناہگار بھی جنت میں جائیں گے — کام آئے گا نہ اُن کا توسل کہاں تلک

تدبیر لغزشِ شرعی سے غافل ہو — تقدیر و توجہِ خوانِ تنزل کہاں تلک

اے دل کر اختصار کہ یہ داستانِ عشق — آخر ہوگی یا دکھا تامل کہاں تلک

(۲۵ جنوری ۱۹۲۳ء)

«مشرق» گورکھپور	آخر ہے بہرِ شیخ نسیم و عبیر بیز حسرت خیالِ برق و تجمل کہاں تلک	۱۱ جولائی ۱۹۲۳ء

ردیف «ن»

حسن کے ہم ہلاک و دید بھی ہیں — (۲۳ جنوری) — یعنی شاہد بھی ہیں شہید بھی ہیں

خانہ زادِ جفائے مخلصِ دوست | طالبِ شنعتِ مزید بھی ہیں
باوجودِ علائقِ کثرت | عصمت توحید کے وحید بھی ہیں
ہوش گم کردۂ سبیلِ رشاد | عقل کے پیر و رشید بھی ہیں

کامیابِ مرادِ غم حسرت
شادیِ شوق کے مرید بھی ہیں

(الناظر، لکھنؤ) — ۲۸ جنوری ۲۴ء

حال کیا اُن سے بار بار کہیں | نہ سنیں گے وہ ہم ہزار کہیں
دلکے زخموں کا جب حساب نہ ہو | کیا کہیں گر نہ بے شمار کہیں
مرمٹے ہیں اسی لئے کہ ہمیں | شاید اپنا وہ جاں نثار کہیں
مایۂ عیش بھی ہے غم کی خلش | اب اُسے گل کہیں کہ خار کہیں
شاہ خوباں کہ دزدِ ہزار دل | کیا تجھے اے نقابدار کہیں
تاکجا یادِ یار سے شبِ غم | قصۂ دردِ انتظار کہیں
روئے جاناں کے عاشقوں کو پھر | لوگ دیوانۂ بہار کہیں
اُنکی آنکھیں اگر کہیں تو غضب | دل کا افسانۂ شکار کہیں

(۱۳ جنوری ۲۴ء)

نامرادی مراد ہے حسرت
جب تمہیں خود وہ خاکسار کہیں

(علیگڑھ میگزین، علیگڑھ) — ۱۷ جولائی ۲۳ء

مجھکو دنیا سے خوفِ کید نہیں | مَیں کہ پابند عمرو زید نہیں
معتبر ہیں دیارِ عشق میں سب | کچھ یہاں نیک و بد کی قید نہیں
منکرِ عشق ہے تو واعظِ شہر | لاکھ عابد بنے عبید نہیں
سربسر ہے مری کتاب سیاہ | کوئی گوشہ کہیں سفید[۱] نہیں

(۱۱ فروری ۲۴ء)

دیدِ صیاد کے سوا حسرت
اور کچھ آرزوئے صید نہیں

(علیگڑھ میگزین، علیگڑھ) — ۲۳ مئی ۲۴ء

---

[۱] اُردو زبان میں اس لفظ کا تلفظ یائے مفتوح کے ساتھ بھی صحیح سمجھا جاتا ہے۔ لہذا اگر کسی اور لفظ کے ساتھ ترکیب فارسی مرکب نہ ہو تو راقم کے نزدیک اُسکا قافیہ کید کے ساتھ جائز ہے

۲۰ مارچ سنہ ۲۳ء

ہم حال اُنھیں یوں دل کا سُنانے میں لگے ہیں
کچھ لیتے نہیں پاؤں دبانے میں لگے ہیں

لاکھوں ہیں تری دید کے مشتاق مگر ہم
محروم تجھے دل سے بھلانے میں لگے ہیں

اور ایسے کہاں حیرت و حسرت کے مرقعے
اے دل جو ترے آئینہ خانے میں لگے ہیں

کتنا ہی اُنھیں یہ کہ نہ ہم ہونگے مخاطب
پر کتے نہیں زلف بنانے میں لگے ہیں

کچھ ہوش سر و پا کا نہیں رندِ خرابات
اُٹھی ہے گھٹا دھوم مچانے میں لگے ہیں

قاتل ترے دامن پہ مرے خون کے دھبّے
کچھ اور بھی خنجر سے چھُٹانے میں لگے ہیں

"عالمگیر" لاہور — ۱۱ جولائی سنہ ۲۴ء

ہر دم ہے یہ ڈر پھر نہ بگڑ جائیں وہ حسرت
پھر وں جنھیں رو رو کے ہنسانے میں لگے ہیں

ردیف "ی"

۱۹ فروری سنہ ۲۳ء

آنکھ تیری بھی تا سحر نہ لگے
عاشقوں کی کہیں نظر نہ لگے

وہ بھی کورنش ہے کوئی جسکے لیئے
اُنکے قدموں سے جھُک کے سر نہ لگے

دیکھیں دل کیا کرے پتا اُن کا
بے نشاں ہو کے بھی اگر نہ لگے

یہ بھی ہے ماننے کی بات کوئی
مر مٹیں ہم تمھیں خبر نہ لگے

کور ہے چشمِ جاں کو ہاتھ اگر
آپکی خاکِ رہگذر نہ لگے

ہمت اتنی دلِ ہوس میں کہاں
کہ اُسے تیری ضد سے ڈر نہ لگے

"زمیندار" لاہور — ۱۱ جولائی سنہ ۲۴ء

شجرِ شوق ہے نرالا وہ شجر
جسمیں حسرت کبھی ثمر نہ لگے

۲۸ جنوری سنہ ۲۳ء

ہر دم رضائے یار سے نزدیک ہم رہے
امیدوار وعدۂ تعطیل ہم رہے

تحریکِ حرّیت کو جو پایا قرینِ حق
ہر عہد میں معاونِ تحریک ہم رہے

ق

خلقِ خدا کو ماں کے شرکت کا مستحق
دربابِ ملک سنگر تملیک ہم رہے

دشوار تھا بغیر یقیں روح کا سکوں
اچھا ہوا کہ دشمنِ تشکیک ہم رہے

دی الناظر لکھنؤ — ۲۸ جنوری ۲۴ء

ہر حال ہر خیال میں ہر اعتبار سے
حسرت مطیعِ عشق رہے ٹھیک ہم رہے

۱۲ فروری ۲۴ء

آشنا ہو کر نظر نا آشنا کرنے لگے
ہم سے کیا دیکھا کہ تم پاسِ حیا کرنے لگے

رشک آتا ہے مجھے کیا کیا جب انکے روبرو
مدعی بیباک عرضِ مدعا کرنے لگے

حلقۂ اغیار میں بھی پاکے انکو گرمِ لطف
ہم لبِ حسرت سے شورِ مرحبا کرنے لگے

اور تو کچھ بھی نہ ہم سے اسکے آگے بن پڑا
حسنِ خلقِ یار کی مدح و ثنا کرنے لگے

دلربائی کا بھی کچھ کچھ ڈھب انھیں آنے لگا
بات مطلب کی اشاروں میں ادا کرنے لگے

کون کہتا ہے کہ ہم ہیں مائلِ ترکِ وفا
آپ ناحق اپنے دلکو بدمزا کرنے لگے

دی زمیندار لاہور — ۱۱ جولائی ۲۴ء

بھول کر حکمِ خدا یادِ بتاں رہنے لگی
کیا تمھیں کرنا تھا حسرت آہ کیا کرنے لگے

۱۲-۱۳ فروری ۲۴ء

ترے در کی خاک ہو کر دو جہاں میں نام کرتے
ابھی اور جی رہے ہم کوئی دن مقام کرتے

یہ کمالِ سرفرازی میں شہیدِ ناز ہوتا
جو وہ خنجرِ جفا سے مجھے خود تمام کرتے

نہ کسی نے یہ سمجھا نہ خود انکے جی میں آیا
کہ فرازِ عاشقاں تک وہ کبھی خرام کرتے

مجھے دیکھتے ہی بولے کہ یہ کون بے ادب ہے
وہ بھلا سلام لیتے وہ بھلا کلام کرتے

ہمیں کیا بھلا ٹھکانا رہِ شوق کی درازی
کہ تمھیں اگر نہ پاتے سفرِ دوام کرتے

جسے کہتے ہیں اہنسا اک اصولِ خودکشی تھا
عمل اُس پہ کون کرتا نہ کبھی عوام کرتے

دی شوکت بمبئی — ۲۰ فروری ۲۴ء

چلو جان دے کے حسرت ہوئی خوب ختمِ صحبت
وہ کبھی نہ تم سے ملتے یونہی صبح و شام کرتے

۲۶ فروری ۲۴ء

نہ صورت کہیں شادمانی کی دیکھی
بہت سیرِ دنیائے فانی کی دیکھی

مری چشمِ خونبار میں خوب رو کر
بہار آپ نے گل فشانی کی دیکھی

تمنا نے اُس روئے زیبا کو دیکھا
کہ تصویرِ حسنِ جوانی کی دیکھی

عجب شوق سے دستِ ساقی میں ہمنے
صراحی مئے ارغوانی کی دیکھی

زہے رعبِ حُسن اُنکے در پر کسی نے
ضرورت نہ کچھ پاسبانی کی دیکھی

نہ تمسا خوش اخلاق پایا نہ ہم نے
کہیں شان یہ دل ستانی کی دیکھی

سبھی کر کے مایوس بولے وہ حسرت
"مسرت غمِ جاودانی کی دیکھی"

"سیاست" لاہور — ۱۱ر جولائی سنہ ۲۳ء

درد دل کی انھیں خبر نہ ہوئی
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

کوششیں ہمنے کیں ہزار مگر
عشق میں ایک معتبر نہ ہوئی

کر چکے ہمکو بے گناہ شہید
آپ کی آنکھ پھر بھی تر نہ ہوئی

نارسا آہِ عاشقاں وہ کہاں
دور اُن سے جو بے اثر نہ ہوئی

آئی بجھنے کو اپنی شمعِ حیات
شبِ غم کی مگر سحر نہ ہوئی

شب تھے ہم گرمِ نالہائے فراق
صبح اک آہِ سرد سر نہ ہوئی

۲۶ر فروری سنہ ۲۳ء

تم سے کیونکر وہ چھپ سکے حسرت
نگہِ شوق پردہ در نہ ہوئی؟

محی الدین خاں جعفری بھوپال — ۱۲ر مئی سنہ ۲۴ء

باقی ہے جو کچھ خلش درد کبھو کی
ابتک یہ مرے دلمیں نشانی ہے کسو کی

ارزانی ہوئے مٹکے ترے دور میں ساقی
ہر دل میں ہوس عام ہوئی جام و سبو کی

تڑپاتی ہے کیا کیا مجھے یاد آتی ہے جس دم
بیخبردلی پہ نوازش وہ تری نرمیٔ خو کی

مقصد ہے جلانا کبھی اُسکو کبھی مجھکو
خاطر تجھے منظور ہے میری نہ عدو کی

آلائشِ ظاہر سے بری ہیں ترے درویش
کہتا ہے انھیں کون ضرورت ہے وضو کی

قائم ہے بیک حال مرے دردِ جگر میں
قدرت نہ فنا کی ہے نہ قوت ہے نمو کی

۳۱ر مارچ سنہ ۲۳ء

بیزار ہوں میں زخمِ دلِ زار سے حسرت
ابتک اُسے کیوں لیتی تمنا ہے رفو کی

"گلزار سخن" پونہ — ۱۱ر جولائی سنہ ۲۳ء

ہولی

سو پہ رنگ نہ ڈار مراری — ننتی کرت ہوں تہماری

پنیا بھرن کا جاسے نہ دیہین
شیام بھرے پچکاری

تھر تھر کانپت لاجن حسرت — دیکھت ہیں نر ناری

ٹھمری

کہاں چھائے رہے گردھاری — اور ان جل سدھ بھول ہماری

رووت دھووت تلپھت بلکت
برہ کی رین گئی کٹ ساری

جیا جات بر کھا رت حسرت — دیکھ دیکھ بدریا کاری

ترجمۂ قول حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

زابر سفید آب رحمت چکد — ز سبز اہل دل را محبت چکد
سفید ابر باران دنیا بود — چو سبز آید از ذکر مولا بود

تجنیس مطلع عراقی

نہ کسی سے دشمنی ہے نہ کسی سے آشنائی — دو جہاں سے منہ کو موڑا تری یاد کیا لگائی
مجھے صوم سے ملا کچھ نہ نماز راس آئی — صنما رہ قلندر سزد ار بمن نمائی

کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی